Human Rights Commission
of Pakistan

جبری مزدوری کا نظام
اور اس سے جڑے
مسائل پر ایک نظر

ایکٹ 1992

عوامی جائزہ

FRIEDRICH NAUMANN
FOUNDATION For Freedom.
Pakistan

Human Rights Commission
of Pakistan

جبری مزدوری کا نظام اور
اس سے جڑے مسائل پر ایک نظر
ایکٹ 1992

عوامی جائزہ

FRIEDRICH NAUMANN
FOUNDATION For Freedom.
Pakistan

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق
2019
تمام حقوق محفوظ ہیں۔ اس شائع شدہ دستاویز کا کوئی بھی حصہ یہ تسلیم کرتے ہوئے کہ اسے کہاں سے لیا گیا ہے دوبارہ استعمال کیا جا سکتا ہے۔

پہلی چھپائی دسمبر 2019

اس بات کو یقینی بنانے کے لیے ہر ممکن کوشش کی گئی ہے کہ اس اشاعت کا مواد درست ہو۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کسی غیر ارادی غلطی کی ذمہ داری نہیں لیتا۔ اس دستاویز میں بیان کیے گئے خیالات لازمی طور پر فریڈرک نومان فاؤنڈیشن فار فریڈم کا نقطہ نظر نہیں۔

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق

ایوانِ جمہور

107 ٹیپو بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن

لاہور 54600

ٹیلی فون: +92 42 3583 8341, 3586 4994, 3586 5969

فیکس: +92 42 3588 3582

ای میل: hrcp@hrcp-web.org

ویب سائٹ: www.hrcp-web.org

ڈیزائن اور لے آؤٹ: وژنریز ڈیزائن

ای میل: visionariesdesign@yahoo.com

فہرست

تعارف 7

جبری مزدوری (خاتمہ) ایکٹ 9

منصوبے کا مقصد طریق کار 13

مزدوروں کے حقوق کے حصول کی راہ میں رکاوٹوں کا موضوع وار بیان 15

محکمہ محنت کے مسائل: نگرانی، عمل درآمد اور دستاویز سازی کا فقدان 15

ملازمتوں کے معاہدوں کا نہ ہوں 15

بچوں سے کام لینا اور جنسی استحصال 16

حکومتی نگرانی اور معائنے کا فقدان 19

کم از کم اجرت کے معیار پر عمل درآمد کا فقدان 19

سماجی تحفظ کے کارڈ نہ ہونا 21

کام کی جگہ پر محفوظ ماحول کا فقدان 24

سفارشات 26

ضمیمہ: جبری مزدوری کا نظام (خاتمہ) ایکٹ 1992 28

تعارف

جبری مزدوری استحصال کی بدترین شکلوں میں سے ایک ہے۔ اس سے غریب مزدوروں کی ایسی ملازمت مراد ہے جس میں انھیں برائے نام اُجرت ملتی ہے یا اجرت طے ہی نہیں کی جاتی اور اپنی بقا کے لیے آجروں پر منحصر ہونے کی بدولت' مزدور اور ان کے خاندان نہ صرف جائز اجرت بلکہ نقل وحرکت کی آزادی اور روزگار کے لیے دیگر ذرائع کے انتخاب سے محروم ہو جاتے ہیں۔ یہ ایک ظالمانہ نظام ہے جس کی ہر متاثر فرد کو بھاری قیمت چکانا پڑتی ہے۔ اس نظام میں مزدوروں سے غیر انسانی سلوک روا رکھا جاتا ہے۔ ان کے خاندانوں کے ہر فرد، بالخصوص بچوں کی زندگی کی قدر گھٹ جاتی ہے، آجر قانون کی خلاف ورزی کے مرتکب ہوتے ہیں اور ملکی معیشت کمزور ہو جاتی ہے۔ پاکستان میں گروی مزدوری اور جبری مزدوری کو ختم کرنے کے لیے کئی کوششیں ہو چکی ہیں اور ریاست ایسے ہر رواج کے خاتمے پر کمربستہ ہے لیکن اس کے باوجود اس مسئلہ کی شدت اور پھیلاؤ میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اس کی ذمہ داری کسی حد تک گروی مزدوری کے خاتمے کے 1992 کے قانون میں 2016 میں کی جانے والی ترمیم پر ڈالی جا سکتی ہے جس کے ذریعے "پیشگی" کے نظام کو بحال کر دیا گیا ہے اور جو پیشگی رقوم کی عدم ادائیگی کی ضرورت میں عملاً مزدوروں کی غلاموں جیسی حیثیت، اُن کی فروخت اور سمگلنگ کو جواز مہیا کرتی ہے۔

قانون کے مطابق مزدوروں کے حقوق

پاکستان کے آئین کے حصہ دوم: "بنیادی حقوق اور پالیسی کے اصولوں" میں مزدوروں کے حقوق سے متعلق کئی دفعات شامل ہیں

☆ آئین کی دفعہ 11 میں غلامی کی تمام صورتوں، جبری مزدوری اور بچوں سے کام لینے کی ممانعت ہے۔

☆ دفعہ 17 انجمن سازی اور انجمنوں میں شمولیت کو ایک بنیادی حق قرار دیا گیا ہے۔

☆ دفعہ 18 تمام شہریوں کو یہ حق دیتی ہے کہ وہ کوئی بھی قانونی طور پر جائز پیشہ اختیار کریں اور کوئی بھی ایسا کاروبار کر سکیں جس کی قانون میں اجازت ہے۔

☆ دفعہ 25 کے مطابق قانون کی نظر میں تمام شہری برابر ہیں اور محض صنف کی بنیاد پر اُن میں تفریق کی ممانعت ہے۔

☆ دفعہ 37 (ھ) میں کام کے منصفانہ اور سازگار حالات کار کے تحفظ کا حق دیا گیا ہے تاکہ اس امر کو یقینی بنایا جائے کہ عورتوں اور بچوں سے کوئی ایسا کام نہیں لیا جائے گا جو اُن کی عمر اور جنس کے لحاظ سے غیر موضوع ہو۔ نیز ملازمت کے دوران ماں بننے والی خواتین کے حقوق متعین کیے گئے ہیں۔

تاہم، قانون بنانے اور اس کے مؤثر نفاذ کا نظام قائم کیے بغیر جبری مزدوری کے خلاف آئینی ضمانتیں عملی صورت اختیار نہیں کر سکتیں۔ جبری مزدوری نظام (خاتمہ) ایکٹ کی منظوری اس سلسلے میں پہلا قدم تھا۔

2-جبری مزدوری (خاتمہ) ایکٹ

جبری مزدوری کے نظام کے خاتمے کا قانون 1992 میں پارلیمان سے منظور ہوا اور اُسی سال 17 مارچ کو نافذ العمل ہوا۔ اُس دن پاکستان بھر میں جبری مزدوری کا نظام قانونی طور پر ختم ہو گیا، تمام گروی مزدور جبری مزدوری کے ذمہ داری سے آزاد اور سبکدوش ہو گئے (دیکھیے قانون کی دفعہ 4(1))۔

☆ ہر شخص کو جبری مزدوری کے نظام کے تحت پیشگی ادائیگی کرنے یا کسی فرد کو جبری مزدوری یا جبری مزدوری کی کوئی اور صورت اختیار کرنے پر مجبور کرنے سے منع کر دیا گیا (دفعہ 4 (2))۔

☆ تمام رسوم و رواج، روایتی طریقے، اور تمام معاہدے یا دیگر دستاویزات، جب بھی طے پائے ہوں، جن کے تحت کسی شخص یا اُس کے خاندان کے کسی فرد پر جبری مزدوری لازمی قرار دی گئی تھی، باطل اور غیر موثر ہو گئے۔ (دفعہ 5)

☆ ہر گروی مزدور کے ذمہ واجب الادا قرض واپس کرنے کا فریضہ غیر موثر ہو گیا (دفعہ 6(1))

☆ کسی عدالت، ٹریبونل یا دیگر ادارے کو اختیار نہ رہا کہ وہ جبری مزدوری کے ضمن میں دیے گئے کسی قرض کی وصولی کے لیے کوئی مقدمہ سنیں یا دیگر کارروائی کریں (دفعہ (2) 6) اور اس قانون کے نفاذ سے پہلے جاری کیے گئے تمام فرامین اور احکامات جن پر عمل درآمد مکمل نہیں ہوا تھا ان کے بارے میں فرض کر لیا گیا کہ اُن پر عمل درآمد ہو چکا ہے۔ (دفعہ (3) 6)

☆ گروی مزدوروں سے جبراً وصول کی گئی، فروخت کی گئی، یا رہن کی گئی یا ضبط کی گئی جائیداد اُن کو واپس دلانے کے لیے کئی اقدامات عمل میں لائے گئے۔ (دفعہ (4) 6 تا (7))

☆ جبری مزدوری کے نظام کے تحت کسی بھی حیلے یا بہانے سے کسی کو کام پر مجبور کرنے والا یا کام لینے والا ہر شخص دو سے پانچ سال تک قید یا 50,000 روپے کے جرمانے یا بیک وقت دونوں سزاؤں کا سزاوار ہو سکتا ہے۔ 90 دن کے اندر اندر گروی مزدوروں سے چھینی گئی جائیداد واپس نہ کرنے پر قید یا/ اور جرمانہ کی سزا تجویز کی گئی۔

☆ صوبائی حکومتیں ضلعی حکومتوں کو قانون کے نفاذ کے لیے ضروری تمام اختیارات اور فرائض تفویض کر سکتی ہیں۔

☆ منتخب نمائندوں اور عہدے داروں کو جبری مزدوری سے آزاد کیے گئے مزدوروں کی بہبود کے فروغ اور اُن کے معاشی مفادات کے تحفظ کی ذمہ داری دی گئی تاکہ انہیں دوبارہ گروی قرضے نہ لینے پڑیں۔

☆ ضلعی حکومتوں اور دیگر متعلقہ عہدے داروں کو حکم دیا گیا کہ وہ اس بات کا پتہ چلائیں کہ آیا اُن کے زیرِ انتظام علاقوں میں گروی مزدوری کروائی جارہی ہے۔ گروی مزدوری کے نظام کی کوئی شہادت ملنے کی صورت میں اُن کا فرض تھا کہ اس قانون پر عمل درآمد کے لیے ضروری کارروائی کریں۔

جبری مزدوری کے انسداد کے قانون سے متعلقہ مسائل

جبری مزدوری نظام (خاتمہ) ایکٹ، جسے حکومتِ پنجاب نے معمولی ترامیم کے ساتھ 2012 میں اپنا لیا تھا تمام دیگر قوانین پر مقدم تھا لیکن جنوری 2016 کے صوبائی آرڈیننس نے "پیشگی" کے نظام کو بحال کر دیا۔ اس کی "حد" وقت پر مبنی اجرت کی صورت میں ایک وقت کے معاوضے کا چھٹا اور فی نگ ادائیگی کی صورت میں مہینے بھر کی کمائی کا چھٹا مقرر کیا گیا۔ اس اصول کی تاویل میں ابہام سے پیدا ہونے والی دقت کو ختم کرنے کے لیے اب پیشگی کی حد 50,000 روپے مقرر کی گئی ہے۔ یہ رقم "موزوں صورتوں میں"، عدالتِ عظمیٰ کی طرف سے مقرر کی گئی حد سے کہیں زیادہ ہے اور مقروض شخص کو غلامی کے بندھن میں دھکیل سکتی ہے۔

جناب آئی۔ اے۔ رحمٰن کے مطابق نہ صرف یہ کہ اِس رجعت پذیر دفعہ کو جبری مزدوری نظام (خاتمہ) ایکٹ میں عائد پیشگی کی ممانعت کے ساتھ ہم آہنگ کرنا بظاہر ناممکن ہے بلکہ "قانون سازوں نے 1988 سے پہلے 1992 تک جاری رہنے والی اس تمام تر بحث کو نظر انداز کر دیا ہے کہ پیشگی رقم کو کس طرح عشروں تک ہیرا پھیری کے ذریعے مزدوروں کے ذمہ واجبات میں اضافے، اُن کی غلاموں جیسی حیثیت اور پیشگی کی ادائیگی میں ناکامی پر اُن کی فروخت کو جائز قرار دینے کے لیے استعمال کیا جاتا رہا ہے۔"[1]

پیشگی کے نظام کی بحالی سے مزدوروں کے استحصال اور قرض کی غلامی کے مسائل ایک بار پھر سامنے آ گئے ہیں۔ ایچ آر سی پی (HRCP) نے پاکستان بھر میں محنت کشوں کے ساتھ جن 13 فوکس گروپ

[1] آئی۔اے۔رحمٰن : "بچوں کی مشقت کا ناقص قانون" - ڈان۔ 9/8/2016
https://www.dawn.com/news/1282778

مباحثوں کا انعقاد کیا تھا اُن سے یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ آجروں کی طرف سے دی گئی پیشگی انہیں اپنی طاقتور حیثیت اور سیاستدانوں اور پولیس کے ساتھ سماجی تعلقات سے ناروا فائدہ اٹھاتے ہوئے مزدوروں کو پابند رکھنے اور اُن پر بے پناہ دباؤ ڈالنے کا موقع دیتی ہے۔ اسی سے متعلق ایک اور مسئلہ حساب داری میں فریب دہی کا ہے جسے قرض کی ادائیگی کا انتظام کرنے والے لوگ محنت کشوں کے ذمہ رقم کو بڑھانے اور یوں اور انہیں دیر تک پابند رکھنے کے لیے استعمال کر سکتے ہیں۔

جنوری 2016 کے آرڈیننس کے علاوہ ایک بڑا مسئلہ قانون پر عملدرآمد کا ہے۔ اس ایکٹ کے تحت نگران ضلعی کمیٹیاں تو بنادی گئی ہیں لیکن مالکان اور آجروں کی نگرانی اپنی پست ترین سطح پر ہے اور بچوں سے کام لینے، مزدوروں کو تاخیر سے یا کم اجرت دینے اور کام کے بُرے حالات کار جیسے رواج کا سلسلہ جاری و ساری ہے۔

3- منصوبے کا مقصد اور طریق کار

یہ منصوبہ ایچ آر سی پی اور فریڈرک نعمان فاؤنڈیشن فار فریڈم کے درمیان تعاون پر مبنی ایک کوشش ہے۔ اس کا مقصد ایسی سفارشات کو قلمبند کرنا ہے جن سے جبری مزدوری اور انسانوں کی اسمگلنگ کے خاتمہ میں مدد ملے اور اندرون ملک محنت کشوں کے حالات بہتر ہو سکیں۔ اس کا ایک اہم پہلو ان معاملات سے متعلق رائج قوانین کا جائزہ لینا اور یہ اندازہ لگانا ہے کہ آیا اُن پر مؤثر عمل درآمد ہو رہا ہے۔

حیدرآباد مشاورت

مزدوروں کے حقوق کی موجودہ صورتِ حال کو جانچنے کے لیے ملک بھر میں سات جگہوں پر متعلقہ فریقین سے مشاورت اور 13 جگہوں پر مزدوروں کے ساتھ فوکس گروپ مباحثے منعقد کیے گئے۔

متعلقہ فریقین کے ساتھ مکالمے کا مقصد ان قوانین کی نوعیت اور دائرہ کار سے متعلق شرکاء کے فہم میں بہتری لانا تھا جو غلامی کی جدید صورتوں سے متعلق ہیں جن میں جبری مزدوری، گھریلو مشقت، بچوں سے کام لینا، انسانی اسمگلنگ اور زبردستی کی شادیاں شامل ہیں۔ پاکستان میں جبری مزدوری کی موجودہ صورتِ حال اور اُن مسائل پر بحث کروائی گئی جن سے متعلقہ محکموں کے کام میں رکاوٹ پیش آتی ہے اور اس سے سفارشات اخذ کی گئیں۔ متعلقہ فریقین کے ساتھ کی گئی مشاورتی تقاریب میں متعلقہ سرکاری محکموں کے ارکان، بالخصوص بین الاقوامی معاہدات پر عملدرآمد کے شعبے کے افراد بھی موجود تھے اور نگران ضلعی کمیٹیوں کے ارکان، وکلائ، انسانی حقوق کے کارکن، صحافی اور سماجی بہبود کے افسران بھی۔

فوکس گروپ مباحثے ہر صوبے میں مختلف اضلاع میں رکھے گئے تھے۔ ان کا مقصد مزدوروں سے بات چیت کرنا اور اُن کے موجودہ مسائل کو سمجھنا تھا۔ یہ مباحثے گلگت، حیدرآباد، میرپور خاص، کوئٹہ، تھر، اوکاڑہ، پشاور، درہ آدم خیل، کوہاٹ، کراچی، ملتان، فیصل آباد، چنیوٹ، لاہور اور میں سکھر میں ہوئے۔ ایچ آر سی پی کی ٹیم نے ہر علاقے میں ہر قسم کے مزدوروں کے مسائل کا احاطہ کرنے کے لیے اُن سے غیر رسمی اور غیر ساختہ انٹرویو بھی کیے۔

4- موضوع وار بیان

4.1 محکمہ محنت کے مسائل: نگرانی، عمل درآمد اور دستاویز سازی کا فقدان

مؤثر انضباطی نظام کی عدم موجودگی، نیز افرادی قوت کی صلاحیتوں سے بھرپور استفادہ کے لیے طویل المدت منصوبہ بندی میں ناکامی کے نتیجے میں مزدوروں کے استحصال میں اضافہ ہوا ہے۔ قانون کی تعمیل میں ایک رکاوٹ خواندگی کی پست سطح بھی ہے کیونکہ مزدور عام طور پر اپنے حقوق سے لاعلم اور غیر آگاہ ہونے کے باعث قانون کی خلاف ورزیوں، عدم تعمیل اور کام کی جگہ پر کم اجرتوں کی شکایت نہیں کر پاتے۔ اس کے ساتھ محکمہ محنت بھی ایسے معائنے کا اہتمام نہیں کرتا جس سے یہ پتہ چلے کہ سماجی تحفظ کے انتظامات مہیا کیے گئے ہیں یا نہیں، مؤثر طور پر روبہ عمل ہیں یا نہیں اور بچوں سے کام لینے جیسے غلط رواج جاری ہیں یا نہیں۔

4.2 ملازمتوں کے معاہدوں کا نہ ہونا

شرکا سے یہ سوال کیا گیا تو اُن کا کہنا تھا کہ بھرتی کے وقت انہیں رسمی، تحریری معاہدے نہیں دیے جاتے۔ وقار کا، جو گلگت بلتستان میں چیری چننے والوں میں سے ہیں، کہنا تھا کہ: "زیادہ تر مزدور زبانی معاہدوں کی صورت میں بھرتی کیے جاتے ہیں۔ اِس علاقے میں کام کرنے والے دوسرے مزدوروں کی طرح ہماری بھرتی بھی زبانی اقرار سے ہوئی تھی۔ تحریری معاہدوں کا اصول صرف سرکاری محکموں کی حد تک لاگو ہے۔ نجی اداروں میں آپ کو تحریری معاہدے کے ساتھ بھرتی نہیں کیا جاتا۔ خاص طور پر جب آپ کا کام موسمی نوعیت کا ہو۔"

اینٹوں کے بھٹوں پر ملازمت کے معاہدے کا کوئی تصور ہی نہیں ہے۔ منتظمین ہی پیشگی کا حساب رکھتے ہیں اور کسی مزدور کو اس کی تفصیلات کا پوچھنے کا حق حاصل نہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ پیشگی میں اضافہ ہوتا رہتا ہے اور ہم نسل در نسل انہی حالات میں کام کرنے پر مجبور رہتے ہیں کیونکہ ہم کبھی بھی اپنے قرضے ادا نہیں کر پاتے۔" چنیوٹ کے ایک بھٹہ مزدور نے بتایا۔ ایک ایف جی ڈی میں شریک کوئلہ نکالنے والے ایک مزدور کے مطابق اُن کے اور اُن کے آجروں کے درمیان کوئی باقاعدہ معاہدہ نہیں ہوتا کیونکہ ملازمت کی

توثیق زبانی اقرار سے کی جاتی ہے۔ چنانچہ کمپنی مالکان کسی بھی وقت کسی بھی وجہ سے مزدوروں کو فارغ کر سکتے ہیں۔ بالعموم اس اقرار میں رہائش کسی حادثے کی صورت میں علاج اور کان کنی کے لیے ضروری آلات وغیرہ کا ذکر ہوتا ہے۔ خوراک کا خرچ مزدور خود اٹھاتے ہیں۔ایک کان کن رحیم خان کا کہنا تھا کہ "کام سے نکالے جانے کی بڑی وجوہات چوری اور کاہلی ہوتی ہے۔ کسی مزدور کی وفات کی صورت میں اُس کے خاندان کو کوئی مالی معاوضہ نہیں ملتا۔ حکومت اور مالکان نے کسی کان کن کی موت کی صورت میں 500,000 روپے اور 300,000 روپے کے پیکیج کی منظوری تو دے رکھی ہے لیکن آج تک کسی کو اس کی ادائیگی نہیں ہوئی۔"

فیصل آباد کے ایک مزدور نے جو اینٹوں کے بھٹوں پر کام کرنے والوں کی یونین کے جنرل سیکرٹری ہیں، بتایا کہ وہ کسی ناانصافی کی صورت میں مالکان یا منتظمین کے خلاف عدالت میں نہیں جا سکتے کیونکہ ان کے پاس ملازمت کا کوئی ثبوت نہیں ہوتا۔ یہ مسئلہ اصل میں ایک زیادہ بڑے مسئلے سے جڑا ہوا ہے جس سے جدید غلامی کی نشاندہی ہوتی ہے: تمام مزدوروں کو قومی شناختی کارڈ اور سماجی تحفظ کے کارڈ فراہم کرنے میں ناکامی۔ (اس پر تفصیلی بحث اگلے حصے میں آئے گی)۔

4.3 بچوں سے کام لینا اور اُن کا جنسی استحصال

یہ بھی ضروری ہے کہ پاکستان میں 1999 کے بچوں سے مزدوری لینے کی بدترین صورتوں سے متعلق بین الاقوامی معاہدے کی تعمیل کی صورتِ حال کا جائزہ لیا جائے۔ اس امر کی نشاندہی ضروری ہے کہ خطرناک حالات میں بچوں سے کام کرانے کا گھناؤنا رواج بلا روک ٹوک جاری ہے۔ بعض اوقات پیشگی مزدوروں کے لیے ایک ناقابلِ تسخیر بوجھ بن جاتی ہے۔ایسے میں اس قرض کی ادائیگی کے لیے والدین اپنے بچوں کو اینٹیں بنانے کے لیے بھیج دیتے ہیں تاکہ وہ یہ رقم کما کر قرض ادا کر سکیں۔ چنیوٹ کے ایک بھٹہ مزدور بوٹا کے مطابق "والدین مشکل حالات سے مجبور ہو کر خود ہی اُنہیں بھٹوں کے مالکان کے پاس بھیج دیتے ہیں جہاں وہ اُن کے ہاتھوں بے بس مہرے بن جاتے ہیں۔" کھیتوں پر مزدوری کے لیے دستیاب بچوں کی تعداد میں اضافے سے زراعت سے جڑے معاشرے میں پیداوار میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ دس سال اور بارہ سال کی عمر کے بچے اینٹوں کے بھٹوں پر کام کرتے ہیں۔ چنیوٹ میں وہ عمارتیں اور سڑکیں

بنانے کی مزدوری میں بھی نظر آتے ہیں۔ ایک مشاورت میں شرکا نے بتایا کہ بھٹہ مالکان مزدوروں کے بچوں کو اسکول نہیں جانے دیتے کیونکہ وہ ان کے لیے سستی مزدوری کا ذریعہ ہوتے ہیں۔ "اگر مفت دوائیں، رہائش اور مفت تعلیم مہیا ہوں تو بہت سے مدرسوں کو چھوڑ کر اسکولوں میں داخل ہو جائیں گے۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ ایک ہی خاندان کے دو یا تین افراد کے کام کرنے کی صورت میں ان کے پاس کافی پیسہ جمع ہو جاتا ہے لیکن وہ پھر بھی یہ چاہتے ہیں کہ ان کے بچے کام کرتے رہیں۔ چار مزدوروں نے پیشگی چکانے کے لیے اپنے گردے بیچ دیے۔ گردوں کی فروخت کا انتظام بھی بھٹے کے مالکان نے کیا۔ صاف نظر آتا ہے کہ والدین خود غربت کے لامتناہی دائرے کے ہاتھوں اس نظام کا شکار اور مظلوم ہیں۔"

"گھروں اور چھوٹے چھوٹے کارخانوں میں کام کرنے والی عورتوں اور بچوں کے کوائف کے قلمبند نہ ہونے سے اُن کے معاشی اور جنسی استحصال کا موقع پیدا ہوتا ہے۔ استحصال کے خاتمے کے لیے متعلقہ محکموں کو چاہیے کہ ہر مزدور کے کوائف تحریر میں لانے کو یقینی بنائیں۔ اس ماحول میں نہ ہم عورتیں تعلیم حاصل کر سکتی ہیں اور نہ ہی ہمارے بچے"۔ گفتگو میں شریک اور خاتون نے کہا۔

وکیل اور تربیت کار ذوالفقار قریشی نے اس امر کی نشاندہی کی کہ بچوں سے مشقت لینے کے کئی واقعات کی خبر مقامی ذرائع ابلاغ کی بجائے بین الاقوامی ذرائع سے آتی ہے۔ اُن کا کہنا تھا کہ معاملے کو زندہ رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ مقامی اور قومی سطح پر اسے اچھی طرح اجاگر کیا جاتا رہے۔

ایچ آر سی پی کی تربیت کار محترمہ طاہرہ حبیب کے مطابق "بعض اوقات مزدور اس پیشگی کی وجہ سے کام نہیں چھوڑ سکتے جو انہوں نے مالک یا ٹھیکیدار سے لی ہوئی ہوتی ہے۔" ان حالات میں لاہور میں ایک بھٹہ پر کام کرنے والے طلعت کے مطابق "والدین اور اُن کے بچوں کو اپنی ساری زندگی محکومی میں گزارنا پڑتی ہے کیونکہ یہ بچے پیدا ہی اُن کے والدین کے یہاں ہوئے جو غلامی میں پھنسے ہوئے تھے۔" گویا والدین خود مفلسی کے گھناؤنے چکر کا شکار ہوتے ہیں۔

کچھ لوگ بچوں کے کام کرنے کے حق میں ہیں اگر اُن کا کام خطرناک نہ ہو مثلاً فٹ بال کی سلائی۔ تاہم کچھ دوسرے لوگوں کا کہنا تھا کہ 10 سالہ زینب کے انجام سے (جو اپنے کزن کے ساتھ دودھ خریدنے گئی تھی اور جس کی لاش دس دن بعد ملی) لگتا ہے کہ بچے آسانی سے جرائم پیشہ عناصر کا شکار ہو سکتے ہیں اور

انہیں ایسے ماحول کی ضرورت ہوتی ہے جہاں انہیں تحفظ حاصل ہو۔ چنیوٹ میں اینٹوں کے بھٹوں پر کام کرنے والے سعید کا کہنا تھا کہ "فٹ بال کی سلائی، چائے کے سٹال پر کام کرنا یا کسی ورکشاپ میں سادہ کام کرنا خطرناک مزدوری کے زمرے میں نہیں آتا۔ چنانچہ ان کاموں کو فروغ دینا چاہیے اور اس سلسلے میں مزدور بچوں کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے۔"

دوسری طرف خیبر پختونخوا میں ایک فوکس گروپ مباحثے میں شریک غفور خان کا کہنا تھا کہ "قانون کے مطابق کانوں میں بچوں سے کام لینے کی سخت ممانعت ہے اور ملازمت قومی شناختی کارڈ کی بنیاد پر دی جاتی ہے۔ چنانچہ بچے کانوں کے باہر برتن دھونے، کھانا پکانے اور جنریٹر چلانے جیسے معمول کے کام تو کر سکتے ہیں لیکن انہیں کانوں میں داخل ہونے نہیں دیا جاتا۔"

گلگت بلتستان میں شرکا سے پوچھا گیا کہ چیری چننے والے مزدوروں میں بچے بھی شامل ہوتے ہیں یا نہیں تو ان میں سے ایک افتخار نے جواب دیا کہ "ہاں۔ بچے بھی مزدوری کرتے ہیں۔ اُن کی عمریں سات سے پندرہ سال تک ہوتی ہیں۔ گلگت بلتستان میں کچھ بچے ورکشاپس اور شاپنگ سٹورز میں خاصے سخت کام بھی کرتے ہیں۔ وہ 10 سے 12 گھنٹے تک کام کرتے ہیں اور انہیں اس کا بہت کم معاوضہ ملتا ہے۔ اُن کے والدین بہت غریب ہوتے ہیں اور اسی لیے انہیں کام پر بھیجتے ہیں۔"

یونس نامی ایک مزدور نے بتایا کہ "مزدوری کرنے والے بچوں میں بالغ مردوں یا عورتوں جیسی جسمانی طاقت نہیں ہوتی جیسا کہ خطرناک کام کرنے والے بچوں کو پہنچنے والے جسمانی نقصان کی کئی مثالوں سے ظاہر ہے مثلاً قالین بننے والے کئی بچوں کو دمہ ہو جاتا ہے۔ حاصل بحث یہ ہے کہ بچوں کی مزدوری غلامی کی بدترین شکل ہے۔"

آنکھوں میں آنسو لیے بھٹوں پر کام کرنے والی ایک ماں نے کہا "اپنے بچوں کو اپنے ساتھ کام کے لیے کہنا ہمارے لیے اختیار کی بات نہیں ہوتی۔ میں خود بیمار ہوں اور میرا خاوند اکیلے روزانہ 1500 اینٹیں نہیں بنا سکتا چنانچہ میری بیٹیاں باپ کے ساتھ مل کر کام کرتی ہیں تاکہ روزانہ اس ہدف کو حاصل کر سکیں۔"

4.4-حکومتی نگرانی اور معائنے کا فقدان

سماجی انصاف اور عورتوں کے حقوق کے لیے کام کرنے والی فوزیہ وقار نے کہا کہ "کام کے حالات اور شرائط کی نگرانی کے لیے محکمہ محنت کی طرف سے معائنہ بنیادی چیز ہے۔ اس انتظام کو ختم کرنے کی بجائے زیادہ مضبوط بنانے کی ضرورت ہے۔" حکومت کی طرف سے معائنے سے صرف نظر مزدوروں کے استحصال کا باعث بننے والے ہر غیر قانونی رواج کے جاری رہنے کا اولین سبب ہے۔

گلگت میں چیری چننے والے ایک مزدور نے کہا "گلگت بلتستان میں جہاں ہم نوکری کرتے ہیں کبھی کسی سرکاری محکمے کا کوئی کارندہ نہیں آیا۔ ہمارے خیال میں گلگت میں ایسے کسی ادارے کا وجود ہی نہیں ہے۔ اگر ایسا کوئی محکمہ موجود ہے تو وہ غیر فعال ہے۔ چنیوٹ میں ایک مزدور رحیم نے کہا "یہ ملک اسلامی کہلاتا ہے لیکن یہاں جہنم سے بدتر ظلم ہوتے ہیں۔ کارخانوں کے مالک محکمہ محنت کو معائنہ کرنے ہی نہیں دیتے۔ اس مقصد کے لیے معائنہ کاروں کو رشوت دیتے ہیں تاکہ وہ اُن کے کارخانوں کا معائنہ نہ کریں۔ یہ بات کس طرح معلوم کی جا سکتی ہے کہ مزدوروں کے پاس سماجی بہبود کے کارڈ ہیں بھی یا نہیں اور اُن کا فائدہ کیا ہے؟"۔

بھٹہ مزدور بشیر نے کہا "جس دن کسی بھٹہ کا معائنہ ہونا ہو بھٹے والوں کو پہلے سے اندرون خانہ اطلاع پہنچ جاتی ہے۔ اُس دن بچوں کو بھٹہ سے دور رکھا جاتا ہے۔ ایک اور مزدور عارف نے اس پر اضافہ کیا کہ "بعض اوقات بچوں کو بھٹے کے مالک کے دفتر میں کمروں میں بند کر دیا جاتا ہے۔ عین اُس جگہ پر جس کا فرضی طور پر معائنہ ہو رہا ہے۔"

4.5-کم از کم اجرت کے معیار پر عمل درآمد کا فقدان

خطرے سے دوچار گروہوں کے حقوق سے متعلق رائج قوانین قانون سازی کے ڈھانچے اور اداروں پر انضباطی اختیار کے فقدان کے باعث غیر مؤثر ہو رہے ہیں۔ اب قرضے کی قانونی اجازت ہونے کے باعث پیشگی پھر سے ایک بار بار پیش آنے والا مسئلہ بن گئی ہے۔ پاکستان میں کم از کم یومیہ اجرت کا معیار 1200 روپیہ ہے۔ تاہم اکثر عورتوں کو خود اپنی اجرت تک رسائی حاصل نہیں ہے کیونکہ اُن کے خاندانوں کے مرد مزدور براہ راست ٹھیکیدار سے اُن کی اُجرت وصول کر لیتے ہیں: یہ بات مشاورت میں شریک ایک عورت

نے بہت تکلیف دہ انداز میں بتائی۔ پیشگی یا قرض کے نام پر مزدوروں کا استحصال جاری ہے۔ تعلیم کی کمی کی وجہ سے اینٹوں کے بھٹوں پر کام کرنے والے مزدوروں کو پتہ ہی نہیں ہوتا کہ انہوں نے بھٹہ مالکان سے بچے کی پیدائش، خاندان کے کسی فرد کی بیماری یا کسی شادی کے موقع پر کتنی رقم قرض لے رکھی ہے۔ یہ قرض بڑھتا رہتا ہے یہاں تک کہ کام کی کوئی بھی مقدار اس کی ادائیگی کے لیے کافی نہیں ہو سکتی۔

ایک بھٹہ مزدور عرفان کا کہنا تھا کہ "کم از کم اجرت 1200 روپے ہے لیکن ہمیں کبھی 600 روپے سے زیادہ نہیں ملتے۔ بھٹہ کا مالک کہتا ہے میں تمہیں اس سے زیادہ پیسے نہیں دوں گا کیونکہ تم مجھ سے پیشگی رقم لے چکے ہو۔"

کراچی : مشاورت

لاہور میں ایچ آر سی پی کے زیر اہتمام ایک مشاورت میں مزدوروں کی حالتِ زار کو نمایاں کرتے ہوئے ایک وکیل نے کہا "استحصال کا دائرہ مناسب اجرت کی عدم ادائیگی سے وسیع تر ہے۔ چنانچہ نگرانی کی ضلعی کمیٹیوں کے رکن شہریوں کو یہ بات یقینی بنانی چاہیے کہ جبری مزدوری ایکٹ کے تحت ممنوع کوئی بھی رواج عمل میں نہ آئے۔ اس سلسلے میں جو بھی کمی بیشی اُن کے علم میں آئے انہیں اس کی خبر دینی چاہیے۔"

ایسی مشاورت میں شریک خالد محمود کا تبصرہ تھا کہ "اِس سال اپنی مدت کے آغاز کے بعد سے پنجاب کی صوبائی کمیٹی کا صرف ایک اجلاس ہوا ہے۔ بی ایل ایف کے مہر صفدر نے محکمہ محنت کی معائنہ ٹیم کے ذریعے

نگرانی اور جانچ کا ایک باقاعدہ نظام قائم کرنے کی اہمیت پر زور دیا اور نگرانی کی ضلعی کمیٹیوں کے ارکان سے درخواست کی کہ وہ اس مقصد کے لیے زیادہ پیش عملی سے کام لیں۔

مزید برآں گلگت بلتستان میں ایچ آر سی پی ٹیم سے ایک گفتگو کے دوران جب مزدوروں سے پوچھا گیا کہ کیا وہ اپنے حالات کار سے مطمئن ہیں تو اُن کا جواب تھا کہ "نہیں"۔ "ہم اپنے حالات سے مطمئن نہیں ہیں۔ ہمارے معاوضے میں اضافہ ہونا چاہیے اور کام کے اوقات میں کمی ہونی چاہیے۔ ریاست کی جانب سے بھی ہماری زندگیوں کو بہتر بنانے کی کچھ نہ کچھ کوشش ہونی چاہیے تاکہ ہم اپنی کمائی سے اپنے اخراجات پورے کر سکیں اور عزت کی زندگی جی سکیں۔" ایک مزدور سلمان نے جواب دیا کہ "اس کا انحصار ہمارے کام کی نوعیت پر ہے۔ مثلاً سبزی کے کھیتوں پر کام کرنے کی صورت میں ہماری کمائی اس نسبت سے ہوتی ہے کہ ہم نے کتنے کلو گرام سبزیاں چُنی ہیں چنانچہ ہم زیادہ سے زیادہ گھنٹے کام میں لگانے کی کوشش کرتے ہیں۔ عام طور پر ہم دو شفٹوں میں کام کرتے ہیں۔ پہلی دفعہ صبح سویرے اور دوسری دفعہ شام تک۔ ہم دن بھر میں کم از کم آٹھ گھنٹے کھیت میں کام کرتے ہیں۔"

محکمہ محنت کی نااہلی سے پیدا ہونے والی دقتوں کی وضاحت کرتے ہوئے کوئلے کے کان کن افسر خان نے کہا "کوئلے کے کان کنوں کے کوئی باقاعدہ تنخواہ کے پیکیج نہیں ہیں۔ وہ عارضی معاہدے کی بنیاد پر کام کرتے ہیں۔ ہر کان کن کو فی ٹن 5,000 روپے ملتے ہیں۔ نتیجتاً ہر کان کن 30,0000 سے 35,000 روپے مہینہ تک کماتا ہے۔ 70,000 یا 100,000 روپے کمانے کی مثالیں بہت شاذ و نادر ملتی ہیں۔ دوسری طرف مالکان لاکھوں روپے کماتے ہیں لیکن کان کنوں کے تحفظ کے لیے ضروری آلات اور لازمی سہولتیں تک مہیا نہیں کرتے۔ گفتگو میں شریک ایک اور شخص حامد خان نے اپنا مشاہدہ بیان کیا کہ "خیبر پختونخوا کے مقابلے میں بلوچستان کے کان کنوں کو زیادہ سہولتیں میسر ہیں۔ مثلاً اُن کی اپنی انجمن ہے اور انہیں ضرورت پڑنے پر پیشگی ادائیگی مل جاتی ہے۔ اس کے علاوہ اُن کے بچوں کو تعلیمی وظائف بھی ملتے ہیں۔"

4.6- سماجی تحفظ کے کارڈ نہ ہونا

آج تک مزدوروں کے پاس شناختی کارڈ اور سماجی تحفظ کے کارڈ نہیں ہیں۔ سماجی تحفظ کے کارڈ بنوانا بھٹوں اور کارخانوں کے مالکان کی ذمہ داری ہے لیکن اس قانون پر عمل درآمد کی نگرانی ریاست کا کام ہے۔

عدالتِ عظمیٰ کے وکیل اور ایچ آر سی پی کے تربیت کار اسد جمال کا کہنا تھا کہ 1935 کے قانون کے مطابق اپنے حقوق کے تحفظ کے لیے ہر صنعتی مزدور کو سماجی تحفظ کے کارڈ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اپنے حقوق کے بارے میں دوسرے مزدوروں سے بھی کم آگاہی کی وجہ سے افغانستان سے آنے والے مزدور جبری مزدوری کا زیادہ نشانہ بن سکتے ہیں۔ ملتان میں ایچ آر سی پی کے زیرِ اہتمام ایک مشاورت میں ایک تحقیق کار اور سماجی کارکن نے یہ تبصرہ کیا۔ "آئین کی دفعہ 125 کے مطابق تعلیم بچوں کے لیے لازمی ہے۔ چنانچہ ریاست کا فرض ہے کہ ایسی تمام سہولتیں فراہم کرے جو اس امر کو یقینی بنانے کے لیے ضروری ہیں کہ تمام بچے اسکول جائیں۔ دوسرے درجے میں یہ ذمہ داری اُن کے والدین اور اُن کے بعد بھٹوں کے مالکان پر عائد ہوتی ہے۔ سماجی تحفظ کے کارڈ نہ ہونے کے سبب بچوں کو وہ تعلیمی وظیفے نہیں مل سکتے جن کے وہ بصورت دیگر حقدار ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ پرچی کا نظام جس کے تحت کوئی بھٹہ مالک کسی مزدور کو کسی دوسرے مالک کے پاس اس اطلاع کے ساتھ بھیج دیتا ہے کہ پیشگی ادائیگی کے باعث کوئی مخصوص رقم اس کے ذمہ ہے، درحقیقت ایک گروی مزدور کو ہیرا پھیری سے فروخت کرنا ہے۔ اس رواج پر اب تک عمل ہو رہا ہے۔

لاہور: مشاورت

فیصل آباد میں ایک فوکس گروپ مباحثے میں شریک یوسف کا کہنا تھا کہ یہ معلوم کرنا کہ کسی بھٹہ مزدور کے پاس سماجی تحفظ کا کارڈ ہے یا نہیں بھٹہ کے مالکان کی ذمہ داری ہے۔ اگرچہ یہ کارڈ استحصال کے

انسداد کا مؤثر ذریعہ نہیں ہو سکتے۔" کسی جبری مزدور کے بیروزگار ہونے پر سماجی تحفظ کے نہ ہونے کا نقصان مزید بڑھ جاتا ہے۔ "جب ہم بے روزگار ہو جاتے ہیں تو اپنے اخراجات برداشت کرنا بہت دشوار ہو جاتا ہے۔ ایسے وقت میں ہمیں کھانا بھی دکانداروں سے ادھار لینا پڑتا ہے۔

بی ایل ایل ایف کی مجلس عاملہ کے رکن مہر صفدر نے اس بات کی نشاندہی کی کہ مذہب کی بنیاد پر تفریق عام ہے۔ اُن کا کہنا تھا کہ "پاکستان میں اینٹوں کے 25,000 بھٹے ہیں۔ ان میں سے 15,000 پنجاب میں ہیں۔ جبری مزدوری کے شکار لوگوں میں سے 80 سے 60 فیصد کا تعلق اقلیتی برادریوں سے ہے۔ اُن سے نہ صرف اس لیے بُرا سلوک کیا جاتا ہے کہ وہ غریب ہیں بلکہ اس لیے بھی کہ اُن کا تعلق اقلیت سے ہے۔" انہوں نے سماجی تحفظ کے کارڈ نہ ہونے کو اُن بڑے بڑے مسائل میں شمار کیا جن کی وجہ سے مزدوروں کا استحصال جاری رہتا ہے اور اُن کے خلاف تفریق بڑھتی جاتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ریاست تمام مزدوروں کو کم از کم اجرتوں کی ادائیگی اور سماجی تحفظ کے کارڈ کے اجراء کو یقینی بنا دے تو اُن کے پاس ہسپتال کے بل، شادیوں اور جنازوں جیسے اخراجات کی گنجائش موجود رہے گی۔ اس کے نتیجے میں ملازمین کو دیے جانے والے قرضے کم ہو جائیں گے اور یوں پیشگی کا لین دین بھی بلا دِقت چلنے لگے گا۔ ملتان میں ایک فوکس گروپ مباحثہ کی میزبانی کرتے ہوئے ایچ آر سی پی کی محترمہ طاہرہ حبیب نے اس امر کی نشاندہی بھی کی کہ قومی شناختی کارڈ کو مزدوری کے لیے لازمی شرط ٹھہرانے کو یقینی بنا کر بچوں سے مشقت لینے کے رواج پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ خود مزدوروں کا ناخواندہ ہونا ایک اور مسئلہ تھا جسے روشنی میں لایا گیا۔ ان میں سے کچھ کا کہنا تھا کہ بسا اوقات انہیں یہ بھی پتہ نہیں ہوتا کہ انہیں کتنی ادائیگی ہونی چاہیے اور یہ کہ ان سے جس رقم کا وعدہ کیا گیا تھا وہ انہیں مل رہی ہے یا نہیں۔ ایسا ہونے کی وجہ یہ ہے کہ تمام ادائیگیاں منتظم خود کرتے ہیں اور مزدوروں سے انگوٹھوں کے نشان حاصل کر لیتے ہیں۔ وہ کبھی بھی مزدوروں کو اُن کے معاہدات کی تفصیل سے آگاہ نہیں کرتے۔

اس سوال کے جواب میں کہ آپ کے حالات کار میں مثبت تبدیلی کے لیے کس چیز کی ضرورت ہے آدم مسیح کا کہنا تھا کہ "ریاست کو ہمارے قرضوں کی ادائیگی میں ہماری مدد کرنی چاہیے۔" اُن کی یہ بھی رائے تھی کہ حکومت کو انہیں چھوٹے کاروبار شروع کرنے کے لیے رقم دینی چاہیے۔ ایچ آر سی پی کی سینئر

مینیجر طاہرہ حبیب کا کہنا تھا کہ "قانون کی حکمرانی پر عملدرآمد میں رخنوں کو بند کرنے کے لیے بحث کو شروع کرنا ضروری ہے۔"

قیصر نامی ایک مزدور نے کہا "ہمیں مقتدر لوگوں سے کوئی امید نہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ کوئی بھی ہمارے حالاتِ کار کا جائزہ نہیں لے گا۔ کوئی قانون سازی نہیں ہوگی اور منتخب نمائندے ہماری حالتِ زار اور ہماری ضروریات کو یوں ہی نظر انداز کرتے رہیں گے۔ حکومتیں آتی اور جاتی رہیں گی لیکن مزدوروں کی بدحالی جوں کی توں رہے گی۔ مقتدر لوگوں کو ہماری پروا نہیں۔ وہ اپنی ہی بہبود اور اپنے ہی مفادات کے لیے کام کرتے ہیں۔" گلگت بلتستان میں چیری چننے والے شوکت نے کہا "ہاں، ہم جب چاہیں نوکری چھوڑ سکتے ہیں لیکن ہم ایسا نہیں کریں گے کیونکہ ہمارے لیے کوئی نئی نوکری تلاش کرنا بہت دشوار ہوگا۔"

4.7- کام کی جگہ پر محفوظ ماحول کا فقدان

کام کی جگہ پر محفوظ ماحول کا نہ ہونا بھی مزدوروں کے لیے ماحول کو لاحاصل بنانے میں ایک کلیدی جزو ہوتا ہے۔ اکثر مزدوروں نے اس بات کی تصدیق کی کہ جہاں وہ کام کرتے ہیں وہاں کسی قسم کے حفاظتی اقدامات نہیں کیے گئے۔ گلگت بلتستان میں چیری چننے والے رضا نے بتایا "گلگت بلتستان میں نجی اداروں میں حفاظتی اقدامات کا کوئی تصور ہی نہیں ہے۔ ملازمین کو ایسے اقدامات کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہیں"۔ انہوں نے مزید کہا کہ "ہماری خوش نصیبی ہے کہ ہمیں کام کے دوران کوئی حادثہ پیش نہیں آیا۔"

10 اپریل 2019 کو درہ آدم خیل میں ایک کان میں دھماکے میں 4 کان کن ہلاک ہو گئے تھے۔ کانوں میں کچھ دھماکے کان کنوں کے نادانستہ فعل سے بھی ہوئے۔ زیر زمین کھدائی سے نکلنے والی میتھین گیس ہوا کے ساتھ مل کر ایک بہت دھماکہ خیز آمیزہ بنا دیتی ہے۔ ایسے ہی ایک دھماکے کے نتیجے میں ایک کارکن جو کھدائی کرنے والوں میں شامل تھا شدید زخمی ہوا اور ڈیڑھ ماہ تک ہسپتال رہا ایک اور مزدور سال بھر سے بستر پر ہے۔ ایسے حادثوں کا شکار ہونے والوں کو ہسپتال لے جانے کے لیے کچھ کانوں کی اپنی ایمبولینسیں ہیں لیکن اکثر کانوں میں ایسی سہولتوں کا فقدان ہے۔ اس موقع پر ریسکیو 1122 کی اور سرکاری ایمبولینسوں کو فی الفور جائے حادثہ پر آنا پڑا تھا۔ حال ہی میں ڈیگاری میں کوئلہ کی کان کے ایک حادثے میں 10 کارکن ہلاک ہوئے اور ایک زخمی ہوا۔ تاہم یہ سب لوگ افغان تھے۔ اس لیے ان کی موت کے

سرٹیفکیٹ جاری نہیں ہوئے۔ اس کی بجائے لاشیں برآمد ہونے پر انہیں فوراً افغانستان بھجوا دیا گیا۔ کوکلے کے کان کن رحمان نے اس حادثے کا احوال سنایا۔ "جس کان میں یہ حادثہ ہوا وہ حکومت کی ملکیت ہے جس نے اسے ایک نجی کمپنی کو ٹھیکے پر دے رکھا ہے۔ اس کے باوجود حکومت اس کان میں کام کی نگرانی نہیں کر رہی ہے کیونکہ ٹھیکے کے معاہدے میں صرف حکومت کو واجب الادا رقم کی تفصیل ہے۔ یہ حادثہ بجلی کی بوسیدہ تاروں کی وجہ سے پیش آیا جن کی آخری دفعہ 1959 میں مرمت ہوئی تھی اور اس لیے کہ کسی ناگہانی آفت کی صورت میں نکلنے کا کوئی راستہ نہیں تھا۔ کان گیس سے بھر گئی تھی جس کی وجہ سے یہ حادثہ پیش آیا۔"

آخری بات یہ ہے کہ مالکان یونین بننے ہی نہیں دیتے جس کی وجہ سے مزدوروں کے مسائل پر کبھی کام نہیں ہو پاتا۔

5-سفارشات

- جنوری 2016 میں پنجاب میں جاری ہونے والے آرڈیننس کو جس کے تحت پیشگی کے نظام کو بحال کرکے اس کی حد 50,000 روپے مقرر کی گئی ہے واپس لیا جائے۔
- حالات کار میں بہتری لانے، کم از کم اجرتوں سمیت محنت کشوں سے متعلق تمام قوانین پر عملدرآمد، کام کے لیے محفوظ ماحول کی یقین دہانی اور کام کی جگہوں پر جبری مزدوری اور بچوں سے کام لینے جیسے رواجوں کا پتہ چلانے کے لیے محکمہ محنت کی طرف سے معائنے کو باقاعدہ بنایا جائے۔ اس مقصد کے لیے لیبر انسپکٹرز کی مطلوبہ تعداد کی بھرتی کا عمل مزید تاخیر کے بغیر شروع کیا جائے۔
- محنت سے متعلق قوانین پر موثر عملدرآمد کے لیے ضلعی نگران کمیٹیوں کو فعال بنایا جانا چاہیے نیز اُن کے کام کی نگرانی کے لیے بھی کسی قسم کا جواب دہی کا نظام ہونا چاہیے۔
- ملک بھر میں کام کی جگہوں پر قومی شناختی کارڈ بننے کے لیے ایک مہم شروع کی جانی چاہیے تاکہ اس امر کو یقینی بنایا جاسکے کہ وہاں کام کرنے والے تمام لوگوں کا ملازمین کی حیثیت سے اندراج ہو جائے۔ سماجی تحفظ کے کارڈ کے اجراء کو بھی اسی طرح یقینی بنایا جاسکتا ہے۔
- کم از کم اجرتوں کی ادائیگی کے قانون پر من و عن عملدرآمد ہونا چاہیے۔
- جن مزدوروں / ورکروں کے پاس فی الوقت کمپیوٹرائزڈ قومی شناختی کارڈ نہیں ہیں اُن کے اندراج کے لیے کوئی طریق کار وضع کیا جانا چاہیے اور جب تک ان کے کارڈ نہیں بنتے اس پر عمل درآمد ہونا چاہیے۔
- جبری مزدوری کے قانون میں مناسب ترمیم کے ذریعے مزدور بچوں کے اوقات کار کو محدود کرنے کو یقینی بنانا چاہیے تاکہ انہیں تعلیم حاصل کرنے کے لیے مناسب وقت دیا جاسکے۔
- صحت اور سلامتی کے حالات سے متعلق کم از کم معیار کو یقینی بنانہ چاہیے۔
- پولیس کو مزدوروں کی طرف سے دائر کی گئی شکایات کو وصول کرنے کے لیے جواب دہ بنایا جانا چاہیے۔

- زرعی بینکوں کی طرف سے مہیا کیے جانے والے قرضوں کی سہولت مزارعوں کو بھی ملنی چاہیے۔ فی الوقت یہ سہولت صرف زمین کے مالکان کو میسر ہے۔
- گروی مزدوروں کے بچوں کے لیے تعلیم کے خصوصی انتظامات ہونے چاہئیں۔
- کان کنی میں صحت اور سلامتی کے 1995 کے معاہدے کی توثیق کے علاوہ حکومت پاکستان کو زیر زمین کانوں کے لیے تجویز کیے گئے 2006 کے ضابطے پر بھی عمل کرنا چاہیے۔ کانوں میں ہونے والے حادثات کی جامع تفتیش ہونی چاہیے اور کانوں کے مالکان کی غفلت ثابت ہونے کی صورت میں انھیں بھاری جرمانوں کی سزا ملنی چاہیے اور ان کے لائسنس منسوخ ہو جانے چاہئیں۔ مزید برآں تپ دق اور جلدی بیماریوں سے بچاؤ کے لیے مزدوروں کے باقاعدہ معائنے کے لیے صحت کی سہولتیں مہیا کی جانی چاہئیں۔

ضمیمہ

[1] پنجاب جبری مشقت کا نظام (خاتمہ) ایکٹ، 1992

(III بابت 1992)

[11 مارچ 1992]

ایک ایکٹ جس کا مقصد [2] (گروی و جبری مشقت) کے نظام کو ختم کرنا ہے

جب کہ دستورِ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آرٹیکل 11 کی شق (2) جبری مشقت کی تمام صورتوں کو ممنوع کرتی ہے؛

اور جب کہ یہ ضروری ہے کہ ملک میں مزدور طبقے کے معاشی اور جسمانی استحصال اور اس سے جڑے یا اس سے متعلقہ معاملات کی روک تھام کے پیشِ نظر [3] (گروی و جبری مشقت) کے نظام کے خاتمے کا بندوبست کیا جائے

یہ یوں نافذ کیا جاتا ہے:-

1- مختصر عنوان، دائرہ کار اور آغاز — (1) یہ ایکٹ [4] پنجاب جبری مشقت کا نظام (خاتمہ) ایکٹ، 1992 کہلائے گا۔

(2) اس کا دائرہ کار پورا [5] [پنجاب] ہے۔

(3) اس کا نفاذ فی الفور ہو گا۔

---

[1] پارلیمنٹ کے اس ایکٹ کو 11 مارچ 1992 کو صدر کی منظوری حاصل ہوئی، اور، پاکستان، گزٹ غیر معمولی میں 17 مارچ 1992 کو شائع ہوا۔
یہ ایکٹ بنیادی طور پر وفاق کے دائرہ اختیار میں تھا، مگر، اٹھارہویں آئینی ترمیم کے بعد اس ایکٹ سے متعلقہ شعبہ صوبوں کو منتقل ہو گیے، چنانچہ پنجاب جبری مشقت نظام (خاتمہ) (ترمیمی) ایکٹ 2012 (XXIV بابت 2012) کے ذریعے یہ ایکٹ منظور کیا گیا

[2] پنجاب جبری مشقت نظام (خاتمہ) (ترمیمی) ایکٹ 2018 (XXIV بابت 1992) کے ذریعے "گروی مشقت" کو بدلا گیا ہے۔
یہ ایکٹ بنیادی طور پر وفاق کے دائرہ اختیار میں تھا، مگر، اٹھارہویں آئینی ترمیم کے بعد اس ایکٹ سے متعلقہ شعبہ صوبوں کو منتقل ہو گیے، چنانچہ پنجاب جبری مشقت نظام (خاتمہ) (ترمیمی) ایکٹ 2012 (XXIV بابت 2012) کے ذریعے یہ ایکٹ منظور کیا گیا۔

[3] پنجاب جبری مشقت نظام (خاتمہ) (ترمیمی) ایکٹ 2018 (XXIV بابت 2018) کے ذریعے "گروی مشقت کا نظام" کو بدلا گیا ہے۔

[4] پنجاب جبری مشقت نظام (خاتمہ) (ترمیمی) ایکٹ 2018 (XXIV بابت 2018) کے ذریعے "شامل کیا گیا۔
یہ ایکٹ بنیادی طور پر وفاق کے دائرہ اختیار میں تھا، مگر، اٹھارہویں آئینی ترمیم کے بعد اس ایکٹ سے متعلقہ شعبہ صوبوں کو منتقل ہو گیے، چنانچہ پنجاب جبری مشقت نظام (خاتمہ) (ترمیمی) ایکٹ 2012 (XXIV بابت 2012) کے ذریعے یہ ایکٹ منظور کیا گیا۔

[5] بذریعہ پنجاب جبری مشقت کا نظام (خاتمہ) (ترمیم) ایکٹ، 2012، (XXIV بابت 2012) لفظ "پاکستان" بدل دیا گیا۔

2 تعریفات — جب تک کہ موضوع یا سیاق و سباق میں اس کے منافی کچھ درج نہ ہو، اس ایکٹ میں

(الف) "ایڈوانس [پیشگی]" سے مراد، کسی ایک شخص کا (جو یہاں بطور قرض خواہ بیان ہوا ہے) کسی دوسرے شخص کو (جو یہاں بطور قرض دار بیان ہوا ہے) کسی نقدی یا جنس میں یا جزوی طور پہ جنس میں دیا گیا ایڈوانس [پیشگی] ہے:

(الف الف) [6] ''مجاز افسر'' سے مراد ایکٹ کی دفعہ 9 کی ذیلی دفعہ (1) کے تحت مجاز افسر؛

(ب) "پیشگی قرض" سے مراد کسی گروی مزدوری کی [7] (گروی و جبری مشقت) کے نظام کے تحت یا اس کی پیروی میں موصولہ یا موصوبہ تصور کیا ایڈوانس (پیشگی ہے:

(ج) جبری مشقت سے مراد [8] (گروی و جبری مشقت) کے نظام کے تحت انجام دی گئی خدمت یا مزدوری ہے:

(د) "گروی مزدور" سے مراد وہ مزدور ہے جو قرضہ لیتا ہو، یا لے چکا ہو یا اس کے لیے جانے کا قیاس کیا گیا ہو:

(ہ) "جبری مشقت کا نظام" سے مراد، قرض کے عوض، یا جزوی قرض کے عوض مشقت کا نظام ہے، جس کے تحت، کوئی قرض دار کسی قرض خواہ سے معاہدہ کرتا ہو، کر چکا ہو، یا کرنے کا قیاس کیا گیا ہو، یہ مؤثر بنانے کے لیے کہ۔

(i) اس کا یا اس کے خاندان کے کسی فرد کا کسی پیشگی کے عوض (چاہے ایسی پیشگی کا کوئی دستاویزی ثبوت ہو یا نہ ہو) اور کسی سود کے عوض اگر کسی ایسی پیشگی پر قابل ادا ہو،

(ii) کسی رواجی یا سماجی ذمہ داری کی تعمیل میں، یا

(iii) اس کی جانب سے یا اس کے خاندان کے افراد میں سے کسی کی جانب سے موصول ہونے والے کسی بھی معاشی بدل کے لیے

"

(1) از خود یا اپنے خاندان کے کسی بھی فرد، یا اپنے زیر کفالت کسی شخص کے ذریعے، قرض دہندہ کے لیے یا قرض دہندہ کے مفاد کے لیے بغیر اجرت یا برائے نام اجرت پہ کسی مخصوص یا غیر متعین مدت کے لیے، مزدوری کرے گا یا خدمات سرانجام دے گا، یا

(2) روزگار کی آزادی کے حق سے محروم ہو جائے گا، کسی مخصوص یا غیر مخصوص مدت کے لیے ذریعہ معاش کے دوسرے ذرائع نہیں اپنائے گا، یا

(3) ایک جگہ سے دوسری جگہ آزادانہ منتقلی کا حق کھو بیٹھے گا، یا

[6] پنجاب جبری مشقت نظام (خاتمہ) (ترمیمی) ایکٹ 2018 (XXIV بابت 2018) کے ذریعے '' شامل کیا گیا۔

[7] پنجاب جبری مشقت نظام (خاتمہ) (ترمیمی) ایکٹ 2018 (XXIV بابت 2018) کے ذریعے '' گروی مشقت کا نظام '' بدلا گیا۔

[8] پنجاب جبری مشقت نظام (خاتمہ) (ترمیمی) ایکٹ 2018 (XXIV بابت 2018) کے ذریعے '' گروی مشقت کا نظام '' بدلا گیا۔

(4) اس کی یا اس کے خاندان کے کسی فرد یا اس کے زیر کفالت شخص کی کسی جائیداد یا محنت کی پیداوار کو مناسب یا بازاری قیمت پر بیچنے کا حق کھو بیٹھے گا۔

اور اس میں جبری یا جزوی مشقت کا نظام جس میں کسی قرض دار کی ضمانت دی گئی ہو، یہ دی جا چکی ہو یا دی گئی تصور کی گئی ہو، شامل ہے:

(ہ الف) [9] ''مقرر کردہ افسر'' سے مراد ایکٹ کی دفعہ 9 کی ذیلی دفعہ (7) کے تحت مقرر کردہ افسر ہے۔

(و) "خاندان" کا مطلب ہے:-

(i) کسی مرد کی جبری مشقت کی صورت میں، بیوی یا بیویاں، اور کسی عورت کی جبری مشقت کی صورت میں گروی مزدور کا خاوند؛ اور

(ii) گروی مزدور کے کلی طور پر زیر کفالت، اس کے والدین، بچے، نابالغ بھائی، اور غیر شادہ شدہ، طلاق یافتہ یا بیوہ بہن:

[10] (و الف) ''جبری مزدوری'' سے مراد ایسا کام ہے جو کسی فرد سے سزا کی دھمکی سے لیا جائے یا ایسا کام جس کے لیے کسی فرد نے خود کو رضاکارانہ طور پر پیش نہ کیا ہو مگر اس میں درج ذیل شامل نہیں ہے:

(i) عدالت کی مسلط شدہ سزا؛

(ii) جبری فوجی خدمت؛

(iii) ہنگامی حالت میں اٹھایا گیا قدم؛

(iv) عام شہری و سماجی فرائض؛

(v) عام گروہی خدمات؛

[11] [(وو) "حکومت" سے مراد حکومت پنجاب ہے؛]

[12] [(وو الف) "انسپکٹر" بطور انسپکٹر مقرر کیا گیا کوئی بھی فرد؛

(i) کارخانے کی صورت میں، کارخانہ جات ایکٹ 1934 (XXV بابت 1934) کی دفعہ 10 کے تحت؛

---

[9] پنجاب جبری مشقت نظام (خاتمہ) (ترمیمی) ایکٹ 2018 (XXIV بابت 2018) کے ذریعے '' شامل کیا گیا۔

[10] پنجاب جبری مشقت نظام (خاتمہ) (ترمیمی) ایکٹ 2018 (XXIV بابت 2018) کے ذریعے '' شامل کیا گیا۔

[11] پنجاب جبری مشقت نظام (خاتمہ) (ترمیمی) ایکٹ 2018 (XXIV بابت 2018) کے ذریعے '' شامل کیا گیا۔

[12] پنجاب جبری مشقت نظام (خاتمہ) (ترمیمی) ایکٹ 2018 (XXIV بابت 2018) کے ذریعے '' شامل کیا گیا۔

(ii) اسٹیبلشمنٹ کی صورت میں، پنجاب شاپس و اسٹیبلشمنٹ آرڈیننس 1969 (VI بابت 1969) کی دفعہ 25 کے تحت اور

(iii) کان کی صورت میں، مائنز ایکٹ 1923 (IV بابت 1923) کی دفعہ 4 کے تحت

(ز) "برائے نام اجرت" سے مراد، بحوالہ مشقت، وہ اجرت ہے جو مندرجہ ذیل سے کم ہو:

(الف) فی الوقت نافذ العمل کسی قانون کے تحت، اسی یا اس جیسی مشقت کے حوالے سے حکومت کی جانب سے مقرر کردہ کم سے کم اجرت؛ اور

(ب) جہاں کسی بھی قسم کی مشقت کے سلسلے میں ایسی کم سے کم اجرت مقرر نہ ہو تو اجرت جو بالعموم اسی یا اس جیسی کام کرنے والے مشقت کے لیے اس علاقے میں کام کرنے والے مزدوروں کو عام طور پر ادا کی جاتی ہو؛ اور

(ح) "مجوزہ" سے مراد اس ایکٹ کے تحت وضع کردہ قواعد کے ذریعے تجویز کردہ ہے۔

3- اس ایکٹ کی دیگر قوانین وغیرہ پر فوقیت ۔ اس ایکٹ کی دفعات فی الوقت نافذ العمل کسی دیگر قانون یا کسی دستاویز کے کسی ایسے قانون کی وجہ سے موثر ہونے کے باوجود موثر ہوں گی۔

4- جبری مشقت کے نظام کا خاتمہ ۔ (1) اس ایکٹ کے آغاز نفاذ پر جبری نظام مشقت ختم ہو گا اور ہر گروی مزدور آزاد اور گروی مشقت کی کسی بھی ذمہ داری سے بری الذمہ ہو گا۔

(2) کوئی شخص جبری مشقت کے تحت یا اس کی تعمیل میں کوئی پیشگی ادا نہیں کرے گا یا کسی شخص کو جبری مشقت یا کسی دوسری قسم کی مزدوری کے لیے مجبور نہیں کرے گا۔

(3) [13] کوئی آجر مروجہ قانون سے روگردانی کرتے ہوئے یا اس کی خلاف ورزی میں یا تجویز کردہ حد سے اوپر نہ تو (پیشگی) دے گا اور نہ ہی لے گا

(4) ذیلی دفعہ 3 کے تحت ایڈوانس (پیشگی) تجویز کردہ طریقہ کار کے مطابق بازیاب کی جائے گی

(5) آجر ذیلی دفعہ (3) میں تجویز کردہ طریقہ کار کے مطابق، دیے گئے یا لیے گئے ایڈوانس (پیشگی) کا ریکارڈ مرتب کرے گا۔

5- اقرار نامہ، رسم و رواج وغیرہ کا ابطال ۔ کوئی روایت یا رواج یا عمومی طریقہ یا کوئی معاہدہ، اقرار نامہ یا دیگر دستاویز، چاہے اس ایکٹ کے آغاز نفاذ سے پہلے یا بعد درج کی جائے یا عمل میں آئے جس کی بدولت کوئی

[13] پنجاب جبری مشقت نظام (خاتمہ) (ترمیمی) ایکٹ 2018 (XXV بابت 2018) کے ذریعے " شامل کیا گیا۔

شخص یا اس کے خاندان کا کوئی فرد بطور جبری مشقت کرنے یا کوئی خدمت انجام دینے کا پابند ہو گا کالعدم یا ناقابل عمل ہو گا۔

6- پیشگی قرضے کی واپسی کی ذمہ داری سے برات: (1) اس ایکٹ کے آغاز نفاذ پر پیشگی قرضہ واپس کرنے کی جبری مزدور کی ہر ذمہ داری یا ایسے آغاز نفاذ کے فوراً پہلے غیر ادا شدہ بقیہ، پیشگی قرضے کا کوئی بھی حصہ ختم ہو جائے گا۔

(2) اس ایکٹ کے نفاذ کے بعد، کسی دیوانی عدالت، ٹربیونل یا کسی دوسری اتھارٹی کے سامنے کوئی مقدمہ یا دیگر کارروائی پیشگی قرض یا اس کے کسی حصے کی وصولی کے لیے دائر نہیں ہوں گے۔

(3) اس ایکٹ کے نفاذ سے پہلے پیشگی قرضے کی وصولی کے لیے جاری حکم یا فیصلہ موجود ہو اور اس آغاز نفاذ سے جیسے مکمل طور پر ادا نہ کیا گیا ہو تو آغاز نفاذ پر مکمل طور پر ادا شدہ متصور ہو گا۔

(4) اس ایکٹ کے آغاز نفاذ سے پہلے جہاں کوئی قرضے خواہ کسی پیشگی قرضہ کی وصولی کے لیے کسی گروی مزدور کی یا اس کے خاندان کے کسی فرد کی متعلقہ جائیداد کا قبضہ جائیداد زبردستی چھین لے تو وہ جائیداد اس آغاز نفاذ سے نوے دن کے اندر اس شخص کے قبضے میں واپس دلائی جائے گی جس سے یہ ضبط کی گئی ہو۔

(5) اس ایکٹ کے آغاز نفاذ سے قبل پیشگی قرضے کی وصولی کے لیے کی گئی ہر قرقی منسوخ ہو جائے گی اور جہاں ایسی قرقی کے لاے گروی مزدور کی کوئی منقولہ جائیداد ضبط یا اس کی تحویل سے لے کر کسی عدالت، ٹربیونل یا کسی دوسری اتھارٹی کی تحویل میں دی گئی ہو جس کی فروخت زیر التوا ہو، ایسی منقولہ جائیداد اس کا آغاز نفاذ کے نوے دن کے اندر گروی مزدور کے قبضے میں دے دی جائے گی:

تاہم اس ایکٹ کے آغاز نفاذ سے قبل جہاں ایسی قرق شدہ جائیداد پیشگی قرضے کی وصولی کی کسی ڈگری یا حکم کی تعمیل میں فروخت کی گئی ہو تو اس فروخت پر اس ایکٹ کی دفعات اثر انداز نہیں ہوں گی۔

(6) ذیلی سیکشن (5) کی دفعہ کے تحت اس ایکٹ کے آغاز نفاذ سے قبل پیشگی قرضے کی وصولی کے لیے گروی مزدور کی کسی جائیداد کی کسی طریقے سے کی گئی فروخت، منتقلی یا سپردگی ایسی کسی جائیداد کسی مفاد یا کسی بار کا نہ ہونا تصور نہیں کیا جائے گا اور ایسی جائیداد آغاز نفاذ کے نوے دن کے اندر گروی مزدور کے قبضے میں دے دی جائے گی۔

(7) اگر ذیلی سیکشن (4) یا ذیلی سیکشن (5) یا ذیلی سیکشن (6) میں حوالہ دی گئی کسی جائیداد کے قبضے کی بحالی اس ایکٹ کے نفاذ سے نوے دن کے اندر نہیں ہوتی، تو متاثرہ شخص مقررہ وقت میں مجاز اتھارٹی کو اس جائیداد کے قبضہ کی بحالی کے لیے درخواست دے سکتا ہے اور مقررہ اتھارٹی قرض خواہ کو سماعت کا ایک معقول موقع دینے کے بعد، قرض خواہ کو حکم میں مخصوص کردہ وقت کے اندر حکم دے سکتی ہے کہ درخواست گزار کو مذکورہ جائیداد کا قبضہ واپس دے۔

(8) ذیلی سیکشن (7) کے تحت کسی بھی مجاز اتھارٹی کا کوئی حکم کسی دیوانی عدالت کا حکم تصور کیا جائے گا اور سب سے کم مالی دائرہ اختیار کی عدالت اس کا اجرا کر سکتی ہے جس کے دائرہ اختیار کی مقامی حدود میں قرض خواہ بالارادہ خود رہتا ہو یا کاروبار کرتا ہو یا ذاتی مفاد کے لیے کام کرتا ہو۔

(9) جہاں جبری نظام مشقت کے تحت کسی ذمہ داری پر عمل کے لیے کوئی مقدمہ یا کارروائی، بشمول اس مقدمے یا کارروائی کے جو گروی مزدور کو دیے گئے کسی پیشگی قرض کی وصولی کے لیے اس ایکٹ کے آغاز نفاذ پر زیر سماعت ہو، تو وہ مقدمہ یا دیگر کارروائی اس ایکٹ کے نفاذ پر مسترد قرار پائے گی۔

(10) اس ایکٹ کے آغاز نفاذ پر، ہر گروی مزدور جو سول جیل میں قید ہو خواہ فیصلے سے پہلے یا بعد میں ہو، فوراً حراست سے رہا کیا جائے گا۔

-7 گروی مزدوروں کی جائیداد کا رہن وغیرہ سے آزاد ہونا — (1) اس ایکٹ کے نفاذ سے فوری پہلے گروی مزدور کی کسی رہن، چارج، حق قبضہ کے تحت، پیشگی قرضے سے متعلق جائیداد، جس حد تک یہ پیشگی قرضے سے متعلق ہو ایسے رہن، چارج، حق قبضہ یا بار سے آزاد اور برات یافتہ ہو گی اور جہاں یہ جائیداد اس ایکٹ کے نفاذ سے فوری پہلے کسی مرتہن یا چارج، حق قبضہ یا بار رکھنے والے شخص کے قبضہ میں تھی تو وہ جائیداد، سوائے اس کے کہ ایسی جائیداد کسی دیگر چارج کے تابع تھی، ایسے آغاز پر نفاذ پر قرض کے عوض مزدور کے قبضے میں واپس دے دی جائے گی۔

(2) ذیلی سیکشن (7) میں حوالہ دی گئی کسی جائیداد کی گروی مزدور کو قبضہ واپس کرنے میں تاخیر پر، ایسے آغاز نفاذ کی تاریخ پر یا تاریخ سے وہ جبری مزدور، مرتہن یا حق قبضہ، چارج یا بار والے سے ایسے زر واصل کا حق دار ہو گا جس کا تعین سب سے کم مالی دائرہ اختیار والی وہ دیوانی عدالت کرے گی جس کے دائرہ سماعت کی مقامی حدود میں جائیداد واقع ہو۔

7۔الف۔ [14] بے دخلی — (1) کسی دوسرے قانون کی دفعات کے باوجود، ایک جبری مزدور چاہے وہ رہا ہو گیا ہو، مستعفی ہو، ریٹائرڈ ہو، متروک ہو گیا ہو، سبکدوش شدہ ہو، برخواست شدہ ہو، ملازمت سے نکالا گیا ہو یا کسی دوسری حالت میں، اگر وہ اس وقت اپنے آجر کی فراہم کردہ رہائشی جگہ پر قیام پذیر ہو تو اس کا آجر اسے درج بالا حالتوں میں سے کسی حالت کے وقوع پذیر ہونے کی تاریخ کے دو ماہ بعد تک بے دخل نہیں کرے گا اور اس میں ناکامی کی صورت میں، آجر کسی دوسری ذمہ داری کو متاثر کیے بغیر مزدور کو تجویز کردہ نرخ کے مطابق معاوضہ ادا کرے گا۔

---

[14] پنجاب جبری مشقت نظام (خاتمہ) (ترمیمی) ایکٹ 2018 (XXIV بابت 2018) کے ذریعے نئی دفعہ شامل کی گئی۔

(2) اگر آجر اپنے فرائض کی ادائیگی میں ناکام رہتا ہے یا ذیلی دفعہ (1) میں تجویز کردہ دورانیے کے اختتام کے بعد مزدور آجر کی فراہم کردہ رہائشی جگہ خالی کرنے میں ناکام رہتا ہے، جو بھی صورت ہو، تو پھر مزدور اس رہائشی جگہ پر دائرہ اختیار رکھنے والے درجہ اول کے مجسٹریٹ کو شکایت کرے گا۔

(3) مجسٹریٹ فریقین کو سننے کے بعد، کسی دوسرے قانون میں موجود کچھ ہونے کے باوجود، فوری طور پر فیصلہ کر سکتا ہے اور ایک حکم نامہ صادر کرتے ہوئے آجر کو مزدور کو معاوضے کی ادائیگی کرنے یا مزدور کو عدالت کے تجویز کردہ وقت کے اندر جگہ خالی کرنے کی ہدایت کر سکتا ہے۔

(4) اگر آجر کے فراہم کردہ رہائشی جگہ پر قابض مزدور وفات پا جاتا ہے تو ذیلی دفعات (1)، (2) اور (3) ضروری تبدیلیوں کے ساتھ، اس رہائشی جگہ پر قابض متوفی مزدور کے زیر کفالت افراد پر لاگو ہوں گی

8- منسوخ شدہ قرض کے عوض قرض خواہ کا کسی قسم کی ادائیگی قبول نہ کرنا: - (1) کوئی قرض خواہ اس پیشگی قرض کے عوض کسی ادائیگی کو قبول نہیں کرے گا جو منسوخ ہو چکا ہو یا جسے منسوخ شدہ سمجھا جاتا ہو یا اس ایکٹ کی دفعات کی رو سے مکمل طور پر ختم کر دیا گیا ہو۔

(2) [15] جو شخص ذیلی سیکشن (1) کی دفعات کی خلاف ورزی کرے وہ تین سال تک کی قید کی سزا یا ایک لاکھ روپے کے جرمانے تک مگر کم از کم تین ہزار روپے جرمانے یا دونوں سزاؤں کا مستوجب ہوگا۔

(3) اس ذیلی سیکشن کے تحت عائد کی گئی سزاؤں کے علاوہ عدالت ذیلی سیکشن (2) کے تحت کسی شخص کو سزا دیتے ہوئے ایسے شخص کو عدالت میں ذیلی سیکشن (1) کی دفعات کی خلاف ورزی میں قبول کردہ رقم قرض کے عوض مزدور کو واپسی کے لیے، عدالتی حکم نامے میں مقرر کردہ تاریخ کے اندر اندر عدالت میں جمع کروانے کی ہدایت دے سکتی گی۔

9- [16] قانون کا نفاذ- (1) اس بات کی یقین دہانی کے لیے کہ اس ایکٹ کی دفعات مؤثر طریقے سے اطلاق ہو حکومت ضلع میں کسی افسر کو ایسے اختیارات سونپ سکتی ہے اور ایسے فرائض عائد کر سکتی ہے جو ضروری ہوں؛

---

[15] پنجاب جبری مشقت نظام (خاتمہ) (ترمیمی) ایکٹ 2018 (XXIV بابت 2018) کے ذریعے بدلا گیا۔ اس سے پہلے درج ذیل دفعہ تھی:
جو شخص ذیلی سیکشن (1) کی دفعات کی خلاف ورزی کرے وہ تین سال تک کی قید کی سزا یا کم سے کم پندرہ ہزار روپے کے جرمانے یا دونوں سزاؤں کا مستوجب ہوگا۔

[16] پنجاب جبری مشقت نظام (خاتمہ) (ترمیمی) ایکٹ 2018 (XXIV بابت 2018) کے ذریعے بدلا گیا۔ اس سے پہلے درج ذیل دفعہ:
افسران، جنہیں اس ایکٹ کی دفعات پر عمل درآمد کے لیے مخصوص کیا جا سکتا ہے اس بات کی یقین دہانی کے لیے کہ اس ایکٹ کی دفعات مناسب طریقے سے استعمال میں لائی گئی ہیں حکومت ڈسٹرکٹ کوآرڈی نیشن آفیسر کو ایسے اختیارات سونپ سکتی ہے اور ایسے فرائض عائد کر سکتی ہے جو ضروری ہو اور ڈسٹرکٹ کوآرڈی نیشن اپنے ماتحت کسی افسر کو تمام اختیارات یا ان میں سے کوئی استعمال کرنے اور تمام فرائض یا ان میں سے کوئی سرانجام دینے کے لیے یوں مقرر کر سکتا ہے کہ دیے گئے یا عائد کردہ اختیارات یا فرائض میں اس افسر کی وہ مقامی حدود واضح ہوں

(2) اور مجاز افسر اپنے ماتحت کسی افسر کو تمام اختیارات یا ان میں سے کوئی استعمال کرنے اور تمام فرائض یا ان میں سے کوئی سرانجام دینے کے لیے یوں مقرر کر سکتا ہے کہ دیے گئے یا عائد کردہ اختیارات یا فرائض میں اس افسر کی مقامی حدود واضح ہوں۔

10- [17] مجاز افسر کے فرائض – مجاز افسر کے فرائض – مجاز افسر آزادی پانے والے گروی مزدوروں کے معاشی مفادات کا تحفظ اور دفاع کرتے ہوئے گروی یا جبری مزدوروں کی فلاح و بہبود کے لیے ممکنہ اقدامات کرے گا

(2) مقرر کردہ افسر کی ذمہ داری ہوگی کہ خواہ اس ایکٹ کے آغاز نفاذ کے بعد اس کی مقامی حدود کے دائرہ اختیار کے اندر رہائش پذیر کوئی شخص یا اس ضمن میں کسی جبری مشقت کے نظام یا جبری مشقت کی کوئی قسم نافذ کی جا رہی ہو اور اگر اس قسم کی تفتیش کے نتیجے میں، کوئی شخص جبری مشقت کے نظام یا جبری مشقت کے کسی دوسرے نظام کو نافذ کرتا پایا جائے تو وہ فوری طور پر مجاز افسر کو اس معاملے سے آگاہ کرے گا تاکہ ایسے اقدامات کیے جا سکیں جو اس ایکٹ کی دفعات پر عمل کے لیے ضروری ہوں۔

(3) ایک انسپکٹر کی ذمہ داری ہوگی کہ خواہ اس ایکٹ کے آغاز نفاذ کے بعد اس کی مقامی حدود کے دائرہ اختیار کے اندر رہائش پذیر کوئی شخص یا اس ضمن میں کسی جبری مشقت کے نظام یا جبری مشقت کی کوئی قسم نافذ کی جا رہی ہو اور اگر اس قسم کی تفتیش کے نتیجے میں، کوئی شخص جبری مشقت کے نظام یا جبری مشقت کے کسی دوسرے نظام کو نافذ کرتا پایا جائے تو وہ فوری طور پر مجاز افسر کو اس معاملے سے آگاہ کرے گا تاکہ ایسے اقدامات کیے جا سکیں جو اس ایکٹ کی دفعات پر عمل کے لیے ضروری ہوں۔

---

[17] پنجاب جبری مشقت نظام (خاتمہ) (ترمیمی) ایکٹ 2018 (XXIV بابت 2018) کے ذریعے بدلا گیا۔ اس سے پہلے درج ذیل دفعہ:
ڈسٹرکٹ کوآرڈی نیشن آفیسر اور اس کی جانب سے مقرر کردہ دیگر افسران کی ذمہ داری – (1) سیکشن 9 کے تحت حکومت کے مجاز ڈسٹرکٹ کوآرڈی نیشن آفیسر اور اس سیکشن کے تحت ڈسٹرکٹ کوآرڈی نیشن آفیسر کی جانب سے مقرر کردہ افسر، جہاں تک ممکن ہو، ایسے آزاد گروی مزدور کے معاشی مفادات کا تحفظ اور دفاع کرتے ہوئے گروی مزدور کی فلاح و بہبود کو فروغ دے گا تاکہ اس کے پاس مزید پیشگی قرضے کے معاہدے کے لیے کوئی موقع یا وجہ نہ رہے۔

(2) یہ دریافت کرنا ہر ڈسٹرکٹ کوآرڈی نیشن آفیسر اور سیکشن 9 کے تحت اس کے مقرر کردہ افسر کی ذمہ داری ہوگی کہ خواہ اس ایکٹ کے آغاز نفاذ کے بعد اس کی مقامی حدود کے دائرہ اختیار کے اندر رہائش پذیر کوئی شخص یا اس ضمن میں کسی جبری مشقت کے نظام یا جبری مشقت کی کوئی قسم نافذ کی جا رہی ہو اور اگر اس قسم کی تفتیش کے نتیجے میں، کوئی شخص جبری مشقت کے نظام یا جبری مشقت کے کسی دوسرے نظام کو نافذ کرتا پایا جائے تو وہ فوری طور پر ایسے اقدامات کرے گا جو اس ایکٹ کی دفعات پر عمل کے لیے ضروری ہوں۔

(4) - مجاز افسر معاملے کے تصفیے کے لیے اسے ضلعی نگران کمیٹی کو منتقل کر سکتا ہے یا مقرر کردہ افسر یا انسپکٹر کو مجاز عدالت میں شکایت درج کرنے کی ہدایت کر سکتا ہے۔

(5) - اگر تارک وطن مزدور گروی یا جبری مشقت میں ملوث پائے جائیں تو مجاز افسر وفاقی تحقیقاتی ایجنسی ایکٹ 1974 (VIII بابت 1975) کے تحت قائم شدہ وفاقی تحقیقاتی ایجنسی کو منتقل کر سکتا ہے تاکہ ضروری اقدامات لیے جا سکیں۔

-11 جبری مشقت کے اطلاق کی سزا: جو کوئی اس ایکٹ کے نفاذ کے بعد کسی شخص کو جبری مشقت کرنے پر مجبور کرے تو وہ کم سے کم دو سال اور زیادہ سے زیادہ پانچ سال تک قید کی سزا یا [18] دو لاکھ روپے یا کم سے کم پچاس ہزار روپے کے جرمانے یا دونوں سزاؤں کا مستوجب ہوگا۔

-12 [19] جبری مشقت لینے کی سزا: (1) اس ایکٹ کے نفاذ کے بعد جو کوئی کسی رواج، روایت، عمومی طریقہ، معاہدہ، اقرار نامہ یا کوئی اور رد دستاویز لاگو کرے جس کی بدولت کوئی شخص یا اس کے خاندان کا کوئی فرد جبری مشقت کے نظام کے تحت کسی خدمت کا پابند ہو تو وہ کم سے کم دو سال اور زیادہ سے زیادہ پانچ سال تک قید کی سزا یا ایک لاکھ روپے تک یا کم از کم ساڑھے تین لاکھ روپے تک کے جرمانے یا دونوں سزاؤں کا مستوجب ہوگا؛

(2) حکومت جبری مزدور کو ذیلی دفعہ (1) کے تحت وصول کردہ جرمانے میں سے، اس مشقت کے لیے یا اس سے ملتی جلتی مشقت کے لیے سرکار کے مقرر کردہ کم از اجرت کے حساب سے ادائیگی کر سکتی ہے۔

-13 گروی مزدور کو جائیداد کے قبضے کی بحالی میں غفلت یا ناکامی کی سزا: - جس کے لیے اس ایکٹ کے تحت جبری مشقت کرنے والے شخص کو کسی جائیداد کا قبضہ بحال کرنا ضروری ہو، اور وہ اس ایکٹ کے آغاز نفاذ کے نوے دن کے اندر ایسا نہ کرے یا ایسے کرنے میں ناکام رہے تو وہ [20] پانچ سال تک کی قید کی سزا یا [21] (تیس ہزار) روپے تک جرمانے یا دونوں سزاؤں کا مستوجب ہوگا؛ اور جبری مشقت کنندہ کو جرمانے میں سے، اگر وصول کر لیا گیا ہو، ہر

[18] پنجاب جبری مشقت نظام (خاتمہ) (ترمیمی) ایکٹ 2018 (XXIV بابت 2018) کے ذریعے شامل کیا گیا۔

[19] پنجاب جبری مشقت نظام (خاتمہ) (ترمیمی) ایکٹ 2018 (XXIV بابت 2018) کے ذریعے بدلا گیا۔ اس سے پہلے درج ذیل دفعہ:-

اس ایکٹ کے نفاذ کے بعد جو کوئی کسی رواج، روایت، عمومی طریقہ، معاہدہ، اقرار نامہ یا کوئی اور رد دستاویز لاگو کرے جس کی بدولت کوئی شخص یا اس کے خاندان کا کوئی فرد جبری مشقت کے نظام کے تحت کسی خدمت کا پابند ہو تو وہ کم سے کم دو سال اور زیادہ سے زیادہ پانچ سال تک قید کی سزا یا ساڑھے تین لاکھ روپے تک کے جرمانے یا دونوں سزاؤں کا مستوجب ہوگا؛ اور جبری مشقت کنندہ کو جرمانے میں سے، اگر وصول کر لیا گیا ہو، ادائیگی ہر اس دن کی کم سے کم پچاس روپے تک کی شرح سے ادا کی جائے گی جس کے لیے اس سے جبری مشقت لی گئی ہو۔

[20] بذریعہ پنجاب جبری مشقت کا نظام (خاتمہ) (ترمیم) ایکٹ، 2012، (XXIV بابت 2012) کے ذریعے لفظ "ایک" کو بدل دیا گیا۔

[21] بذریعہ پنجاب جبری مشقت نظام (خاتمہ) (ترمیمی) ایکٹ 2018 (XXIV بابت 2018) لفظ "ایک ہزار کو" بدل دیا گیا۔

اس دن کے لیے [22] کم سے کم (پانچ سو روپے) کی شرح سے ادائیگی کی جائے گی جس دن اس کی جائیداد کا قبضہ بحال نہیں کیا گیا۔

14- اعانت ایک جرم: جو کوئی اس ایکٹ کے تحت کسی قابل سزا جرم کی اعانت کرے، خواہ اعانت کردہ جرم سرزد ہو یا نہیں، وہ اسی سزا کا مستوجب ہوگا جو اعانت کردہ جرم کی ہو۔

وضاحت: اس سیکشن کے مقصد کے لیے، "اعانت" کے معنی وہی ہوں گے جو اسے مجموعہ تعزیرات پاکستان (ایکٹ XLV بابت 1860) میں دیے گئے ہیں۔

15- نگران کمیٹیاں — (1) نگران کمیٹیاں ضلعی سطح پر مجوزہ طریق کار میں قائم کی جائیں گی، جو علاقے کے منتخب نمائندوں، ضلعی انتظامیہ، بار ایسوسی ایشنوں، پریس، [23] سوشل سروسز اور (حکومتی محکمہ لیبر) کے نمائندوں پر مشتمل ہوں گی۔

(2) نگران کمیٹیوں کے فرائض منجملہ درج ذیل ہوں گے، یعنی:-

(الف) ضلعی انتظامیہ کو قانون کے نفاذ اور مناسب انداز میں اس کے نفاذ کو یقینی بنانے سے متعلق معاملات پر مشورہ دینا؛

(ب) آزاد کردہ گروی مزدوروں کی بحالی میں مدد؛

(ج) قانون کے اطلاق پر نظر رکھنا [24]؛ اور

(د) گروی مزدور کو اس مدد کی فراہمی جو قانون کے مقاصد کے حصول کے لیے ضروری ہو [25]۔

(ہ) [26] مزدوروں اور آجروں کو اس قانون کے تحت ان کے حقوق و فرائض سے آگاہ کرنا اور

(و) مزدوروں اور آجروں کے ان تنازعات کو حل کرنا جو مجاز افسر انہیں منتقل کریں۔

(3) [27] نگران کمیٹی اس ذیلی دفعہ (2) کے تحت معین فرائض کی ادائیگی کے لیے صوبائی ذیلی کمیٹیاں تشکیل دے سکتی ہے۔

[22] بذریعہ پنجاب جبری مشقت نظام (خاتمہ) (ترمیمی) ایکٹ 2018 (XXIV بابت 2018) لفظ "ایک سو" کو بدل دیا گیا۔

[23] بذریعہ پنجاب جبری مشقت نظام (خاتمہ) (ترمیمی) ایکٹ 2018 (XXIV بابت 2018) "تسلیم شدہ سماجی خدمات اور (سرکاری محکمہ محنت" بدل دیا گیا۔ ایکٹ میں شامل الفاظ کو پہلے بذریعہ پنجاب جبری مشقت کا نظام (خاتمہ) (ترمیم) ایکٹ، 2012، (XXIV بابت 2012)؛ الفاظ: وفاق وصوبائی حکومتوں کے شعبہ محنت کی جگہ پر شامل کیا گیا تھا۔

[24] بذریعہ پنجاب جبری مشقت نظام (خاتمہ) (ترمیمی) ایکٹ 2018 (XXIV بابت 2018) لفظ "اور" حذف کر دیا گیا۔

[25] بذریعہ پنجاب جبری مشقت نظام (خاتمہ) (ترمیمی) ایکٹ 2018 (XXIV بابت 2018) فل سٹاپ کے لیے بدلا گیا۔

[26] بذریعہ پنجاب جبری مشقت نظام (خاتمہ) (ترمیمی) ایکٹ 2018 (XXIV بابت 2018) نئی دفعات شامل کی گئیں۔

[27] بذریعہ پنجاب جبری مشقت نظام (خاتمہ) (ترمیمی) ایکٹ 2018 (XXIV بابت 2018) نئی ذیلی دفعہ شامل کی گئی۔

15۔الف - صوبائی نگران کمیٹیاں (1) - [28]حکومت ایک صوبائی نگران کمیٹی تشکیل دے گی جس کے ارکین کا تقرر حکومت کرے گی

(2)۔صوبائی نگران کمیٹی:

(الف) اس قانون کا اطلاق، گروی یا جبری مشقت کے خاتمے کے لائحہ عمل اور جبری مشقت سے آزاد ہونے والے لوگوں کی بحالی جیسے معاملات دیکھے گی؛

(ب) قانون کے اطلاق پر نظر رکھنا؛ اور

(ج) اس ایکٹ کے تحت بننے والی ضلعی نگران کمیٹیوں کے کام پر نظر رکھے گی اور قانون کے ضوابط کا جائزہ لیتی رہے گی۔

(د) گروی یا جبری مشقت سے متعلقہ معاملات پر ملکی و غیر ملکی اداروں کے خدشات کا ازالہ کرے گی۔

16- جرائم، جن کی سماعت مجسٹریٹ کرے گا- (1) -[29] [*****] حکومت کی جانب سے اس سلسلے میں بااختیار کوئی مجسٹریٹ درجہ اول جرائم سماعت کرے گا۔

(2) اس ایکٹ کے تحت کسی جرم کی سرسری سماعت کی جاسکتی ہے۔

17- جرائم کی سماعت – (1) [30]اس ایکٹ کے تحت ہر جرم قابل دست اندازی اور قابل ضمانت ہوگا۔

(2) [31]اس ایکٹ کے تحت کسی جرم کی سرسری سماعت کی جاسکتی ہے۔

18- کمپنیوں کے جرائم – (1) اس ایکٹ کے تحت جرم جہاں کسی کمپنی نے کیا ہو، ہر وہ شخص جو ارتکاب جرم کے وقت، انچارج، کمپنی کا کاروبار چلانے کے ساتھ ساتھ کمپنی کا ذمہ دار تھا، جرم کا مرتکب تصور کیا جائے گا اور اس کے خلاف کارروائی ہوگی اور وہ اس کے مطابق سزا کا مستوجب ہوگا۔

(2) باوجود اس کے کہ ذیلی سیکشن (1) میں کچھ بھی مذکور ہو جہاں اس ایکٹ کے تحت کوئی کمپنی کسی جرم کا ارتکاب کرے اور یہ ثابت ہو جائے کہ جرم کا ارتکاب کمپنی کے کسی ڈائریکٹر، منیجر یا کسی دوسرے افسر کی

---

[28] بذریعہ پنجاب جبری مشقت نظام (خاتمہ) (ترمیمی) ایکٹ 2018 (XXIV بابت 2018) نئی ذیلی دفعہ شامل کی گئی۔

[29] بذریعہ پنجاب جبری مشقت نظام (خاتمہ) (ترمیمی) ایکٹ 2018 (XXIV بابت 2018) ہوا گیا۔اس سے پہلے یوں تھا:

[*****] حکومت کی جانب سے اس سلسلے میں بااختیار کوئی مجسٹریٹ درجہ اول جرائم سماعت کرے گا۔

بذریعہ پنجاب جبری مشقت کا نظام (خاتمہ) (ترمیم) ایکٹ، 2012، (XXIV بابت 2012) کے ذریعے لفظ "صوبائی" حذف کر دیا گیا تھا۔

[30] بذریعہ پنجاب جبری مشقت نظام (خاتمہ) (ترمیمی) ایکٹ 2018 (XXIV بابت 2018) دفعہ 17 کو ذیلی دفعہ (1) کا نمبر دیا گیا۔

[31] بذریعہ پنجاب جبری مشقت نظام (خاتمہ) (ترمیمی) ایکٹ 2018 (XXIV بابت 2018) نئی ذیلی دفعہ شامل کی گئی۔

رضامندی یا ملی بھگت سے یا، کسی غفلت سے منسوب ہو تو کمپنی کا وہ ڈائریکٹر، منیجر یا دیگر افسر جرم کا قصوروار متصور ہوگا اور اس کے خلاف کارروائی کی جائے گی اور اسے اس کے مطابق سزا دی جائے گی۔

وضاحت: اس سیکشن کے مقاصد کے لیے،-

(الف) "کمپنی" سے مراد کوئی کارپوریٹ ادارہ ہے اور اس میں فرم اور افراد کی دیگر ایسوسی ایشنیں شامل ہیں؛ اور

(ب) بحوالہ فرم "ڈائریکٹر" سے مراد فرم میں شراکت دار ہے۔

19- نیک نیتی سے کیے گئے اقدامات کا تحفظ: حکومت یا حکومت کے کسی افسر کے خلاف نیک نیتی یا نیک نیتی کے ارادے سے کیے گئے کسی اقدام کے خلاف کوئی مقدمہ، استغاثہ یا دیگر قانونی کارروائی نہیں ہوگی۔

20- عدالتی دائرہ اختیار کا امتناع: اس ایکٹ میں بیان کی گئی دیگر صورتوں کے علاوہ کسی ایسے معاملے کے حوالے سے جس پر اس ایکٹ کی دفعات لاگو ہوں کسی عدالت کو سماعت کا اختیار نہیں ہوگا اور نہ کوئی عدالت اس ایکٹ کے تحت کیے گئے یا بالارادہ کیے گئے کسی اقدام پر حکم امتناعی جاری کرے گی۔

21- قواعد وضع کرنے کا اختیار۔ [32][****] حکومت سرکاری گزٹ میں نوٹیفکیشن کے ذریعے، اس ایکٹ کے مقاصد کے حصول کے لیے قواعد وضع کر سکتی ہے۔

[32] بذریعہ پنجاب جبری مشقت کا نظام (خاتمہ) (ترمیم) ایکٹ، 2012، (XXIV بابت 2012)؛ لفظ "وفاقی" کو حذف کیا گیا۔

Human Rights Commission
of Pakistan